جناب غلام رسول دیشمکھ

بھساول، بھارت

دہشت گرد۔کون۔کیوں۔کیسے؟

دہشت گرد کون ہیں؟ کیا یہ کسی تحریک یا نظریہ کا نام ہے؟ یا کسی فرد یا جماعت کا؟ یہ وقت کا اہم موضوع ہے، اس موضوع پر کئی سال غور کرنے کے باوجود یو۔این۔او (UNO) بھی اس کی تعریف متعین کرنے سے قاصر ہے۔ وہ جو بھی تعریف متعین کرتی ہے اس کی زد میں وقت کی سپر طاقتیں آجاتی ہیں۔ چونکہ UNO سپر طاقتوں کی آلہ کار ہے اس لئے ان طاقتوں کی خواہش پر ملت اسلامیہ کو ہدف بنایا گیا اور دہشت گردی کا ایک آسان نام ''اسلامی دہشت گردی'' ایجاد کرلیا گیا۔ تاکہ افغانستان، عراق وغیرہ پر حملوں کا جواز فراہم ہوجائے۔ اس طرح وقت کے سب سے بڑے دہشت گرد امریکہ نے اپنے جنگجو مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ان مسلم ممالک میں تباہی اور بربادی مچادی اور وہاں لوٹ کھسوٹ اور قتل وغارت گری کو اپنے لئے جائز قرار دیا۔

اس طرح فلسطین میں عربوں کا قتل عام، اسرائیل کر رہا ہے، جسے آپ امریکہ کے بعد دہشت گرد ثانی بھی کہہ سکتے ہیں۔ جرمنی میں ہٹلر نے یہودیوں کا جو قتل عام کیا تھا (جسے لوہولوکاسٹ کے نام سے جانتے ہیں) اس کا بدلہ وہ عربوں سے لے رہے ہیں۔ چونکہ اسرائیل جرمنی سے بدلہ نہیں لے سکتا اور امریکی پالیسی ساز بھی اسرائیل کے ذریعے عربوں کو کچلنا چاہتے ہیں۔

دہشت گردی کے چند نمونے:

- آزاد بھارت میں آزادی کے فوراً بعد تحریک آزادی کے رہنما مہاتما گاندھی کو دن کی روشنی میں قتل کردیا جاتا ہے، قاتل اعلیٰ ذات کا ہندو Nathuram Godse جو سنگھ پریوار کا فرد تھا، گویا آزاد بھارت میں یہ دہشگردی کا آغاز تھا۔
- ملک کی سابق وزیراعظم اندرا گاندھی کا قتل اسی کے ایک سکھ محافظ کے ہاتھوں دن دہاڑے گولی مار کر ہوا۔
- سابق وزیراعظم راجیو گاندھی کا قاتل، جنوبی ہند کا ایک ہندو شخص تھا۔
- آسٹریلیا کے عیسائی پادری گراہم اسٹینس اور اس کے بچوں کو زندہ جلادیا گیا۔ جلانے والے بجرنگ دل اور بے جے پی کے لوگ تھے۔
- نکسلائیٹ، الفا وغیرہ تنظیموں کے تشدد کے شکار آئے دن لوگ ہوتے رہتے ہیں۔ شمالی ہند میں نچلی ذاتوں

کے لوگوں کی جان و مال، عزت و آبرو کو پامال کرنا اعلیٰ ذات کے انتہا پسندوں کا مشغلہ رہا ہے۔

❁ سنگھ پریوار نے مسٹر ایڈوانی کی قیادت میں تاریخی بابری مسجد کو شہید کر دیا۔ باوجود اس کے کہ اس کا کیس سپریم کورٹ میں چل رہا تھا۔ اور اسی کورٹ میں یہ حلف نامہ داخل کرنے کے بعد کہ بابری مسجد کو نقصان نہیں پہنچائیں گے، قانون کو ہاتھ میں لیا گیا۔

❁ گودھرا میں مودی پیٹنٹ فارمولے کو اپنا کر اس کے تجربے سے گجرات میں مسلم اقلیت کی نسل کشی کی گئی۔

❁ مہاراشٹر میں ناندیڑ، پربھنی، پرنا، جالنہ، عمر کھیڑ وغیرہ بم دھماکوں کے مجرم آج بھی آزاد گھوم رہے ہیں۔ ان کی آج تک خاطر خواہ تحقیقات نہیں کی گئی۔

❁ ممبئی میں گنپتی جلوس کے موقع پر ایک شخص کے پاس تھیلی میں بم ملے تھے، لیکن کوئی ناخوشگوار واقعہ ہونے سے قبل وہ پولیس کی گرفت میں آ گیا۔ اس واقعہ کی تحقیق ہونی چاہیے تھی۔ (اگر کوئی حادثہ وقوع پذیر ہو جاتا تو آپ سوچ سکتے ہیں کہ اس کی ذمہ داری کس پر ڈالی جاتی؟)

مندرجہ بالا نمونے کے چند واقعات ہیں۔ کیا ان میں دہشت گردی نظر نہیں آتی؟ ان کو دہشت کہنا تو دور رہا، کوئی انہیں صرف دہشت گرد کہنے کے لئے بھی آمادہ نہیں۔ یعنی یہ فقرہ صرف ملت اسلامیہ ہی سے وابستہ ہے۔

جرائم اور مذہب: زمانے کی یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ جرائم اور جرائم پیشہ افراد کا کوئی مذہب نہیں ہوتا اور نہ کوئی ملک ہوتا ہے۔ اسی طرح دہشت گرد کا بھی کوئی ذات، مذہب یا ملک نہیں ہوتا۔ مگر جب ملت اسلامیہ کا تعلق آتا ہے، فوراً پیمانے بدل جاتے ہیں اور اس کی ہر حرکت و عمل کو مخصوص خوردبین سے دیکھا جاتا ہے کہ کس طرح اور کیسے اس کو بدنام کیا جائے اور اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے راستے ہموار کئے جائیں۔

اسامہ بن لادن کے گروپ کو امریکہ ہی نے روس کے خلاف افغانستان میں کام کرنے کی تربیت دے کر تیار کیا تھا۔ طالبان کو جنم دینے والا بھی امریکہ ہی ہے۔ جب ان لوگوں سے اس کا مقصد پورا ہو گیا تو وہ خود امریکہ کی نظر میں دہشت گرد بن گئے۔ چونکہ اب وہ امریکہ کے کام کے نہیں رہے۔ اس لئے امریکہ کا پروپیگنڈہ ہے کہ ان سے پوری دنیا کو خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس طرح وہ اپنے ظالمانہ عزائم نیز ظلم و ستم کو جائز قرار دینے کے لئے جواز فراہم کر لیتا ہے۔ یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ امریکہ کی سی۔ آئی۔ اے اور اسرائیل کی موساد، انتہاء پسندوں کی تیاری و تربیت کر کے پوری دنیا میں دہشت گردی کے لئے ان کا استعمال کرتی ہے۔

میڈیا اور پولیس کا رول: ملک میں جہاں بھی تشدد کا کوئی ناخوشگوار واقعہ ہو، حکومت کے پاس انتہا پسند گروپوں کے ناموں کی فہرست اور استعمال کیے گئے سامان کی تفصیل پہلے ہی سے موجود رہتی ہے۔ پولیس اور میڈیا کی جانب سے مسلم نوجوانوں پر شک کی سوئیاں گھما کر، فرضی کہانیاں گھڑ کر نوجوانوں کو گرفتار کیا جاتا ہے، ان کو ظلم و ستم کا

نشانہ بنایا جاتا ہے' اس طرح پوری مسلم قوم کو مجرم ثابت کرنے کی سازش عمل میں آتی ہے۔ پوٹا اور مکوکا جیسے قوانین تو بنائے ہی اس لئے گئے ہیں تا کہ اس کا بے دریغ استعمال مسلم اقلیت کے لئے کیا جاسکے۔ چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ آج تک ان قوانین کی دفعات کے تحت ملت کے نوجوانوں کو ہی گرفتار کیا گیا ہے۔

تعصب کی انتہا تو یہ ہے کہ مالیگاؤں' حیدر آباد' اجمیر وغیرہ کی مساجد میں ہونے والے بم دھماکوں کے سلسلے میں بھی ملت کے افراد ہی کو حراست میں لے کر ٹارچر کیا جارہا ہے۔

ممکن ہے: بالفرض یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ متذکرہ واقعات میں ہماری قوم کے کچھ نادان' ناسمجھ یا جنونی نوجوان شامل ہیں تو ان کا تناسب بہت ہی کم ملے گا' ان کو کسی خاص مذہب سے جوڑ کر دیکھا نہیں جاسکتا۔ بلکہ دیگر مجرمین کی طرح ہی وہ بھی مجرم ہیں۔ ان معاملات میں انصاف کا تقاضا ہے کہ کسی کا جرم ثابت ہونے پر انہیں سخت سزا دی جائے تا کہ لوگوں کے لئے باعث عبرت ہے۔

لائحہ عمل: اس وقت ضرورت ہے ملت اسلامیہ کے سامنے حضرت محمد ﷺ کا اسوۂ حسنہ رکھا جائے کہ آپ نے نبوت کے ابتدائی ۱۵ سالوں میں کس طرح اخلاص کے ساتھ دعوت و تبلیغ کا کام انجام دیا اور اپنے عمل و کردار سے لوگوں کے دل جیت لئے۔ ان کے دلوں اور دماغوں پر حکومت کی' پراگندہ معاشرہ کو صالح معاشرہ میں تبدیل کر دیا۔ اسلام ملت اسلامیہ سے یہی مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے عمل و کردار سے لوگوں کے دلوں کو جیت لیں۔ دراصل یہی اس ملت کا مقصد وجود ہے' اس فریضہ سے غفلت کے نتائج دنیا اور آخرت دونوں جگہ خطرناک اور بھیانک ہوں گے۔

وقت کا تقاضا ہے کہ ملت اسلامیہ اپنا محاسبہ کرے کہ وہ اتنی بے اثر کیوں ہوگئی ہے؟ اس ملک میں ہم ۲۰ کروڑ ہیں جب کہ دنیا میں دوسو کروڑ۔ اس کے برخلاف بین الاقوامی سطح پر ہمارا کوئی وزن محسوس نہیں ہوتا۔ ہم کوڑا کرکٹ اور جھاگ کی مانند ہو کر رہ گئے ہیں۔

حدیث میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب غیر مسلم قومیں تمہاری سرکوبی کے لئے ایک دوسرے کو بلائیں گی اور (پھر وہ سب مل کر) دھاوا بول دیں گی۔ جیسا کہ بہت سے کھانے والے افراد ایک دوسرے کو بلا کر دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ایک آدمی نے عرض کیا: حضور! اس وقت کیا ہماری تعداد تھوڑی ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں' بلکہ اس وقت تم تعداد میں کثیر ہوگے' لیکن تمہاری حیثیت سیلاب کے کوڑا کرکٹ اور جھاگ سے زیادہ نہ ہوگی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہوگا کہ دشمن قوموں کے دلوں سے تمہارا رعب ختم ہو جائے گا' اور تمہارے دل ''وہن'' کا شکار ہو جائیں گے۔ کسی نے پوچھا: یارسول اللہ! وہن کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔ (ابوداؤد)